بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسائل عید قربان

تحریر: جناب مولانا ابو حفص عثمانی صاحب

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد۔

آج ۱۹۶۲ء سے تقریباً پانچ ہزار دو سو چوراسی (۵۲۸۴) سال پیشتر دنیا کے ایک گوشہ میں عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا۔ ایک سنسان و بیابان علاقہ تھا وہ ایک وادی غیر آباد اور غیر ذی زرع خطہ زمین تھا۔ جس کے محل وقوع کو رب السموت والارض کے دو مخلص اور پاکباز بندوں (ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام) نے اس کی عبادت کے لئے منتخب کیا تھا باپ اور بیٹا راج اور مزدور کی حالت میں پتھروں کے ٹکڑوں کو دیوار کی صورت میں جمع کرتے جاتے ہیں اور زبان پر یہ دعائیں جاری ہیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا منا سکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (۲:۱۲۹)

ترجمہ:۔ الٰہی! تو ہماری (یہ خدمت) قبول فرما۔ بے شک تو ہی سمیع و علیم ہے اے ہمارے پرودگار ہم دونوں (ابراہیم واسمٰعیل) کو اپنا فرمانبردار بنالے اور ہماری اولاد میں سے ایک مسلمان جماعت پیدا فرما اور ہم کو اپنی عبادت کے مقبول طریقے بتادے اور ہمارے (قصوروں اور کوتاہیوں) سے درگزر فرما۔ تو (ہی تو) توبہ قبول کرنے والا اور اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے خدایا! تو انہی لوگوں میں سے (برگزیدہ اور عظیم الشان) رسول بھیجو ان کو تیری آیات پڑھ کر

سنائے علم و حکمت کی تعلیم دے، ان (کے نفوس و قلوب) کی اصلاح کرے۔ یا الٰہی! ان (تمام امور) کا تجھ کو ہی اختیار ہے اور تیری ہی تدبیر اصل تدبیر ہے اور تیری ہی حکمت اصل حکمت ہے۔

اللہ اکبر! وہ کیسا وقت تھا جب صدیوں اور ہزاروں برس کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر طے ہو گیا یہ دعائیں ان باپ اور بیٹا کی زبانوں سے نکل رہی تھیں جن میں سے ایک راہ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادہ کی قربانی کا عزم کر چکا تھا اور دوسرا اپنی جان اور نفس کی۔

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملت حنیفیہ کے داعی اول تھے وہ اپنے ہر عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک اعلیٰ نمونہ رکھتے تھے ان کا ہر عمل از سر تا پا صدائے اسلام تھا جس کو خدا تعالیٰ نے دوامی طور پر محفوظ کر دیا اور ان کے ذکر خیر کو بقائے دوام عطا فرمایا۔

وترکنا علیہ فی الاخرین سلام علی ابراھیم (الایۃ ۱۰۹:۳۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے آنے والوں میں یہ دستور بطور یادگار قائم رکھا اور ابراہیم پر سلامتی ہو۔ اور اسی لئے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا ماھذہ الاضاحی؟ یہ قربانیاں (جانوروں کی) کیا چیز ہیں تو آپ نے فرمایا سنتہ ابیکم ابراھیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ (ترغیب و ترہیب ج ۲ / ۱۵۴)

ترجمہ:۔ یہ تمہارے بزرگ (حضرت) ابراہیم علیہ اسلام کی یادگار ہے۔

قربانی سنت مستمرہ ہے

قربانی کا تصور تقریباً ہر مذہب و ملت میں پایا جاتا ہے اس کی ابتداء ہابیل کے واقعہ سے ہوتی ہے لیکن اس کی باقاعدہ اور باضابطہ مشروعیت کا سہرا جناب ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سر ہے۔ فرقان حمید نے قربانی کو یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں سے ہی مخصوص کر کے ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ ہر اس ملت کا شعار بتلایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت کی حامل رہی۔ لکل امۃ جعلنا منسکا (۳۴:۲۲)

ترجمہ:۔ ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا دستور مقرر کر دیا۔ اور اسی بنا پر دین ابراہیمی

کے علاوہ دیگر ادیان میں بھی اس کے احکام پائے جاتے ہیں۔ پرانے ایرانیوں میں بھی اس کا دستور تھا۔ یونانی لوگ بھی قربانی کرتے تھے۔ مصریوں کے ہاں یہ بھی رسم جاری رہی یہاں تک کہ ہماری ہمسایہ اقوام ہنود میں بھی اس کا رواج رہا۔ رگ وید میں بکثرت منتر موجود ہیں اور منوسمرتی میں بھی اس کے تفصیلی احکام ملتے ہیں۔

گائے کی قربانی

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا ایں دم ہر مذہب و ملت کے لوگ قربانی کرتے آئے ہیں۔ گائے کی قربانی کا ذکر تو خصوصی طور پر ملتا ہے مسٹر آر سی دت ممبر انڈیا کونسل اپنی کتاب "قدیم ہندوستان" میں لکھتے ہیں۔

۱۔ یہ امر با آسانی متصور ہو سکتا ہے کہ پنجاب کے قدیم ہندو حیوانی غذا بھی بافراط کام میں لاتے تھے رگ وید دسویں منڈل کے منتر ۸۹ کی رچا ۱۴ میں اس مسلخ کا ذکر ہے جہاں گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ (صفحہ ۲۱)

۲۔ ڈاکٹر راجندر لال مصر بنگالی نے اپنی کتاب "آریان مند" میں مستقل ایک باب بعنوان گائے کا گوشت ہندوستان میں تحریر کیا ہے۔ اس بات میں اس کا ثبوت یجروید صفحہ ۳۵۴ و صفحہ ۳۸۰ سے ... سے دیا ہے۔

۳۔ موجودہ توریت میں بھی قربانی کا بکثرت ذکر ملتا ہے۔

۴۔ اسی طرح موجودہ انجیل بھی قربانی کے ذکر سے خالی نہیں ہے۔

۵۔ مخزن الادویہ فارسی میں ہے کہ

(الف) پیت بیساکھ میں گائے کا سر انجار دور کرتا ہے۔

(ب) گائے کے سینگ کی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہننا ام الصبیان کو مفید ہے۔

(ج) گائے کا پتہ بواسیر پر طلا کرنا سود مند ہے۔

(د) اگر برص پر ملیں تو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ (علاج الغربا)

لغوی تحقیق

گزشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے

دریافت کیاماھذہ الاضاحی ؟یعنی یہ قربانی کیا ہے؟تو اضاحی اضحیتہ کی جمع ہے اوراصمعی نے کہاکہ یہ لفظ چار طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱)اضحیتہ ہمزہ کے پیش کے ساتھ جس کی جمع اضاحی آتی ہے۔

(۲)اضحیتہ ہمزہ کی زیر کے ساتھ اس کی جمع بھی اضاحی آتی ہے۔

(۳)ضحیتہ اس کی جمع بھی اضاحی آتی ہے۔

(۴)اضحاۃ ہمزہ کی زبر کے ساتھ اسکی جمع اضحی آتی ہے جیسے ارطاۃ کی جمع ارطی آتی ہے۔

اضحیتہ کی صرفی تحقیق

اضحیتہ بکسر الہمزہ اور بضم الہمزہ معا اصل میں اضحویتہ بکسر الہمزہ وبضم الہمزہ بروزن افعولتہ بکسر الہمزہ وبضم الہمزہ تھاصرف کے قاعدہ سے واؤکویاء سے بدل کرادغام کردیا۔اوریاء کی مناسبت سے ضمہ حاء کوکسرہ سے بدل کراضحیتہ کردیا۔

اضحیتہ کسے کہتے ہیں؟

اضحیتہ کواضحیتہ کہنامن قبیل تسمیہ الشیی باسم وقتہ ہےشرعا ضحیتہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بہ نیت قربت ایک مخصوص وقت میں شرائط اور سبب کے پائے جانے کے وقت ذبح کیاجائے۔

یوم الاضحی کی وجہ تسمیہ

چونکہ اس دن بہ نیت قربت شرائط اور سبب پائے جانے کے باعث جانوروں کو ذبح کیا جاتاہے۔اس لئے اس دن کو بھی یوم الاضحی کہہ دیا جاتا ہے۔

تنبیہ :۔ واضح رہے کہ بعض کم علم اور علم عربی سے ناواقف لوگ اس دن کو "یوم الضحی" لکھتے اور بولتے ہیں جو محل نظر ہے۔

عید قربان

اس دن کو "عید قربان" کا دن بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ القربان مصدر علی وزن عدوان وخسران تقول قربت قربانا وقد یکون اسما کالبرھان والسلطان وھو کل بر یتقرب بہ العبد الی اللہ انتھی
(مجمع البیان للطبرسی ف ۵۴۸ھ و صفحہ ۲۲۴ ج ۱)

حاصل ترجمہ:۔ قربان یا تو عدوان اور خسران کے وزن پر مصدر ہے یا برہان اور سلطان کی طرح اسم ہے قربان نیکی کے ہر اس کام کو کہتے ہیں جسے سرانجام کر کے بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا قرب تلاش کرتا ہے۔

چونکہ عید قربان میں جانور کی قربانی کر کے اللہ تعالیٰ کی قربت تلاش کی جاتی ہے اس لئے اسے عید قربان بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ القربان ما یقصد بہ القرب من رحمتہ اللہ من اعمال البر وھو علی وزن فعلان من القرب کالفرقان من الفرق والشکران والکفران من الشکر والکفر انتھی (مجمع البیان للطبرسی ۵۴۸ھ، ج ۱/ ۳۰۰ مطبع تہران) اس کا حاصل ترجمہ عبارت بالا میں آچکا ہے۔

قرآن کریم میں عشرہ ذی الحجہ کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والفجر ولیال عشر ...... الایہ (۸۹:۲،۱)

ترجمہ:۔

قسم ہے فجر (کے وقت کی) اور (ذی الحجہ کی) دس راتوں کی۔

ملاحظہ:۔

درمنثور میں متعدد سندوں سے حدیث مروی ہے کہ لیسال عشر سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے۔

۲۔ لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما

رزقھم من بھیمتہ الانعام (۲۸:۲۲)

ترجمہ:۔

تاکہ لوگ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں۔ اور تاکہ ایام مقررہ میں ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو خدا نے ان کو عطا کئے ہیں۔

ملاحظتہ:۔ اس آیت میں اکثر مفسرین کے نزدیک ایام معلومات سے مراد ایام عشرہ ذی الحجہ ہیں۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے "الایام المعلومات ایام العشر" (بخاری صفحہ ۱۱۸ ج۱) یعنی ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ قالو ایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا الجہاد فی سبیل اللہ ؟قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الارجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذلک بشیئی رواہ البخاری صفحہ ۱۱۸/ ج۱ (ومشکوۃ صفحہ ۱۲۸)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی اور فضیلت کے اعتبار سے کوئی ایسے دن عشرہ ذی الحجہ کے برابر نہیں ہیں۔ جن میں اللہ کے ہاں عمل صالح زیادہ محبوب ہوں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ کیا اللہ کے راستے میں جہاد (کا عمل) بھی ایسا نہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد بھی اتنا فضیلت نہیں رکھتا۔ مگر وہ شخص (ضرور) فضیلت رکھتا ہے۔ جو اپنی جان اور مال لے کر (جہاد پر) نکلے اور وہاں سے کچھ بھی واپس نہ لائے (یعنی نہ جان واپس لائے اور نہ مال) مقصد یہ ہے کہ جان دے کر شہید ہو جائے اور مال بھی اسی طرح اللہ کے راستہ میں قربان کردے۔

ایام عشرہ ذی الحجہ میں روزہ

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن ایام

احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجتہ یعدل صیام کل یوم منہا بصیام سنتہ و قیام کل لیلتہ منہا بقیام لیلتہ القدر (رواہ الترمذی وابن ماجہ (مشکوۃ صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ:۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عشرہ ذی الحجہ کی عبادت دوسرے دنوں سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ ان دس دنوں میں سے ہر ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس عشرہ میں ایک رات کا قیام لیلتہ القدر کے قیام کے اجر وثواب کے مساوی درجہ رکھتا ہے۔ یہ روایت ضعیف ہے۔"قالہ الالبانی"

عید الاضحیٰ کے دن روزہ کی ممانعت

عن عائشتہ رضی اللہ عنہا قالت نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یومین یوم الفطر و یوم الاضحے اخرجہ مسلم (جامع الاصول صفحہ ۲۲۷۔ ج ۷)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنوں کے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے (ایک تو) عید الفطر کا دن دوسرا دسویں ذی الحجہ کا دن۔

ایام تشریق کے روزوں کی ممانعت

عن سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن صوم ایام التشریق اخرجہ الموطا (جامع الاصول صفحہ ۲۳۱ ج ۷)

ترجمہ:۔ سلیمان بن یسارؓ سے مروی ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریق کے دن

ایام تشریق کون کون سے ہیں؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ یوم النحر کے بعد کے دو دن ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یوم النحر کے بعد کے تین دن ہیں اور یہی آخری قول صحیح ہے کیونکہ دار قطنی کی حدیث میں اس کی وضاحت آچکی ہے۔ فرمایا عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن صوم خمستہ ایام فی السنتہ یوم الفطر و یوم النحر و ثلاثہ ایام التشریق (منتقی مع النیل صفحہ ۲۲۳ ج ۴) یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سال بھر میں پانچ دنوں کے روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

۱۔ عید الفطر یعنی یکم شوال کا دن

۲۔ یوم النحر یعنی دسویں ذی الحج کا دن اور

۳۔۴۔۵۔ تشریق کے تین دن یعنی ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذی الحجہ کی تواریخ۔

ملاحظہ :۔ جب سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صاف اور صریح موجود ہو تو باقی سب مذاہب اور اقوال غلط ہو سکتے ہیں لیکن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غلط نہیں ہو سکتا۔ (اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل

ہوتے ہوئے مصطفٰی کی گفتار مت دیکھ کسی کا قول و کردار
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے یاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے

تکبیرات کب شروع کی جائیں؟

تکبیرات چاند دیکھ کر ہی شروع کردی جائیں۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸ میں ہے۔

کان ابن عمر وابو ھریرۃ رضی اللہ عنہم یخرجان الی السوق فی ایام العشر یکبران ویکبر الناس بتکبیرھما۔

ترجمہ:۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ ذی الحجہ میں (جب) بازار کو نکلتے تو تکبیریں کہتے رہتے اور لوگ بھی ان کی تکبیریں سن کر تکبیر کہنا شروع کر دیتے۔

عیدین کی تکبیریں

ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی چلتے پھرتے۔ اٹھتے بیٹھتے گھر میں باہر گلی کوچوں اور بازاروں میں متواتر زور زور سے تکبیریں پکاری جائیں تکبیر کے الفاظ کئی طرح پر آئے ہیں۔ ان میں سے کوئی الفاظ پڑھ لئے جائیں۔

۱۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

۲۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا۔

۳۔ اللہ اکبر کبیرا۔ والحمد للہ کثیرا۔ سبحان اللہ بکرۃ واصیلا

ملاحظہ:۔ پیارے بھائیو۔ امام برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

زینوا اعیاد کم بالتکبیر (الحدیث) تم اپنی عیدوں کو تکبیریں کہہ کر زینت دو۔

عشرۃ ذی الحجہ میں حجامت کرانیکی ممانعت

۱۔ عن ام سلمہؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر واراد احدکم ان یضحی فلایمس من شعرہ و بشرہ شیئا وفی روایتہ فلا یاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا (رواہ مسلم مشکوۃ صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ذی الحجہ کے اول دس دن شروع ہو جائیں تو جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اپنے جسم سے بال اور ناخن نہ اتروائے۔

۲۔ عن ابن عمرو بن العاص رفعہ امرت بیوم الاضحے عیدا جعلہ اللہ لھذہ الامتہ قال لہ رجل یا رسول اللہ ارایت ان لم اجدالا منیحتہ انثی افاضحی بھا قال لا ولکن خذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فذالک تمام اضحیتک عنداللہ

لابی داود و النسائی (جمع الفوائد صفحہ ۱۴۰)

یعنی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مرفوعاً روایت ہے کہ مجھے عید قربان کو عید کا (دن) مقرر کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کا (دن) مقرر کیا ہے (یہ سن کر) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا غور فرمایئے۔ اگر میرے پاس دودھ دینے والے ایک جانور کے سوا اور کوئی جانور نہ ہو تو کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ لیکن تو اپنے بال ناخن اور لبیں کترالے اور اپنے موئے زیر ناف لے لے۔ تو عنداللہ تجھے پوری قربانی کا ثواب ملے گا۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ یہ روایت ضعیف ہے۔ ("قال الالبانی")

ملاحظہ :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ ہر ایک شخص کو ان دس دنوں میں حجامت بنوانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ گو وہ قربانی کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو۔ نادار نیک شخص کو خرچ کرنے کی طاقت تو نہیں ہوتی لیکن اس کے دل میں عمل کا شوق و جذبہ موجزن ہوتا ہے۔ پس اس جذبہ عمل و شوق کو پورا کرنے کے لئے قربانی کے سوا دیگر کاموں میں قربانی کرنے میں لوگوں سے یکسانیت اور مشابہت پیدا کرے۔ تو اس کے دل کو ایک طرح اطمینان اور تسلی ہو جائے گی۔ پس مولا کریم کی مہربانی سے اس کو اسی (قربانی) کا اجر مل جائے گا۔

احب الصالحین ولست . لعل اللہ یرزقنی صلاحا منهم

گو میں صالحین اور نیکو کاروں میں سے تو نہیں ہوں لیکن ان سے پیار ضرور کرتا ہوں اس نیت سے کہ شاید مولا کریم محض اپنے فضل و کرم سے مجھے بھی صلاحیت ارزانی کرے۔

یوم النحر اور عرفہ کا ذکر فرقان حمید میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے والشفع والوتر (۸۹:۳) قسم ہے جفت کی اور طاق کی۔ طاق سے عرفہ کا دن اور شفع سے قربانی کا دن یعنی دسویں ذی الحج مراد لی گئی ہے۔

یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) کا روزہ

صیام یوم عرفتہ احتسب علی اللہ ان یکفر السنتہ التی قبلہ

والسنتہ التی بعدہ (رواہ مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یوم عرفہ کے روزہ سے گزشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

تشریح یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) کا روزہ غیر حاجی کے لئے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعہ پر عرفات میں روزہ نہیں رکھا تھا۔ (مسلم)

نویں تاریخ کا غسل

ہمارے ہاں یہ بات بہت مشہور ہے کہ انسان کے بدن میں ایک بال ہوتا ہے جس کو چنڈال بال یا سور بال کہتے ہیں وہ سال بھر میں غسل کرنے سے بھی نہیں بھیگتا اور نہ تر ہوتا ہے صرف عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے دن کے غسل کے پانی سے تر ہوتا ہے۔ اس لئے اس دن ضرور بالضرور غسل کرنا لازم ولابدی ہے یہ عقیدہ تخیل یکسر لغو۔ بالکل بے اصل اور محض فضول داستان ہے شریعت غرا میں اس کا کوئی ادنی سا ثبوت بھی نہیں۔ محض شیطانی وسوسہ ہے ہمارے ہاں کی بڑی بوڑھی عورتوں میں یہ عقیدہ ایمان کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے ہر مسلم کو چاہئے کہ اس بے ہودہ جہالت کی پورے طور پر بیخ کنی کرے۔

قربانی کی فضیلت

عن عائشتہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن ادم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم وانہ لیاتی یوم القیامتہ بقرونہا واشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبو بھانفسا (رواۃ الترمذی وابن ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے سے بڑھ کر کوئی عمل محبوب نہیں۔ قربانی کے جانور کے سینگ بال اور کھر قیامت کے دن سب اجر و ثواب بن جائیں گے۔ جانور کا خون زمین پر گرنے سے قبل اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل کرلیتا ہے پس قربانی کو خوشدلی سے کرو۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

قربانی کی اہمیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اہمیت بڑے واضح الفاظ میں بیان فرمائی ہے یہاں تک کہ آپ مدنی زندگی کے دس سالوں میں متواتر ہر سال قربانی ادا فرماتے رہے۔

عن ابن عمر قال اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینتہ عشر سنین یضحی (رواہ الترمذی)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں برابر دس برس قربانی کرتے رہے۔

۲۔ عن ابن عمر سالہ رجل عن الاضحیتہ اواجبتہ ھی؟ فقال ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمون فاعادھا علیہ فقال اتعقل ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمون (رواہ الترمذی جمع الفوائد صفحہ ۲۰۳/ج۱)

حضرت ابن عمر سے کسی نے دریافت کیا۔ قربانی فرض ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان قربانی ادا کرتے آئے ہیں۔ اس نے پھر اپنا سوال دہرایا۔ تو ابن عمر نے جواب دیا کیا تو سمجھدار ہے (میں کہتا ہوں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان قربانی کرتے آئے ہیں۔

فائدہ :۔ یعنی قربانی کرنا مسلمان کا کام اور ان کی علامت ہے جو شخص مستطیع ہو کر قربانی ادا نہیں کرتا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے طریقہ کے مخالف ہے اعاذنا اللہ منھا۔

قربانی کی تاکید

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی..........

تاکید بہت سی احادیث سے واضح الفاظ میں کتب احادیث میں روایت کی گئی ہے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف ایک ہی حدیث پر اکتفا کرتا ہوں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعتہ لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا [illegible]

۲۳۲) رواہ الحاکم مرفوعا وصححہ موقوفا ولعلہ اشبہ (ترغیب ترہیب صفحہ ۱۵۵/ج۲)

ترجمہ :۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قربانی کرنے کی وسعت رکھتا ہو۔ اور پھر بھی قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے (کیونکہ وہ بخیل ہے کہ مال کے ہوتے ہوئے قربانی نہیں کرتا)

قربانی کا جانور مسنہ ہو

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتذبحوا الامسنۃ الا ان تعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان (رواہ مسلم۔ مشکوۃ)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسنہ کے سوا اور کسی جانور کو ذبح نہ کرو۔ ہاں اگر مسنہ تمہیں میسر نہ آئے تو جذعہ دنبہ یا بھیڑ ذبح کرو۔

تشریح

مسنہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت ٹوٹ کر سامنے کے دو دانت نکل آئے ہوں۔ یعنی قربانی کے لئے دو دانتا جانور شرط ہے بغیر دانت نکلے مسنہ کہنا صحیح نہیں۔ ہر جانور کے سن کی تعیین ملک اور علاقہ کے لحاظ سے ہوتی ہے اس لئے کسی جانور کے متعلق اس کے سن کی تعیین کر کے نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں جانور اتنی مدت کے بعد مسنہ ہو جاتا ہے۔ جانور خرید کرتے وقت اس کے دانتوں کو ملاحظہ کر کے تسلی کر لینا چاہئے۔

قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہئے۔

عن علی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن وان لانضحی بمقابلۃ ولامدابرۃ ولاشرقاء ولا

خرقاء (رواہ الترمذی' ابوداؤدوالدارمی وابن ماجہ مشکوۃ صہ ۱۲۸)۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان کو خوب دیکھ لیں۔ (نیز آپ نے حکم دیا) کہ ہم اس جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے یا پچھلی طرف سے کٹا ہو اور نہ اس جانور کی قربانی دیں جو شرقاء ہو (یعنی جس کے کان بیچ میں سے چر کر دو ہو گئے ہوں) جس کے کان میں گول سوراخ ہو اس کی قربانی سے بھی منع فرمایا۔

۲۔ وعنہ قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نضحى باعضب القرن و الاذن (رواہ ابن ماجہ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۲۸)

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ ٹوٹے اور کان کٹے جانور (کی قربانی) سے منع فرمایا ہے۔

۳۔ عن البراء بن عازب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل ماذا يتقى من الضحايا فاشا ربيده فقال اربعا العرجاء البين ظلعها والعوراء البين عورها والمريضة البين مرضها والعجفاء التى لاتنقى۔ رواہ مالک واحمد و الترمذی وابوداود والنسائی وابن ماجتہ والدارمی مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۲۸)

براء بن عازب بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ان جانوروں کے متعلق پوچھا گیا جن کی قربانی سے اجتناب کیا جانا چاہئے۔ آپ نے چار عیب شمار کئے۔

۱۔ جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔

۲۔ جس کا بھینگا پن ظاہر ہو۔

۳۔ جس کا مرض نمایاں ہو۔

۴۔ جو اتنا کمزور اور دبلا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

تشریح مختصر یہ کہ آپ نے مفصلہ ذیل عیوب والی قربانیوں سے منع فرمایا ہے۔

۱۔ عوراء (کانا یا بھینگا) (۲) عرجاء (لنگا یا لنگڑا) (۳) مریضہ (بیمار) (۴) عجفاء (دبلا) مقابلہ آگے سے کان کا ایک حصہ کٹا ہوا۔ (۶) مدابرہ (پیچھے سے کان کا ایک حصہ کٹا ہوا۔ (۷) شرقاء (جس کے کان بیچ

میں سے چر کر دو ہو گئے ہوں) (۸) خرقاء (جس کے کان میں گول سوراخ ہو گیا ہو) (۹) جدعاء (ناک کٹا یا نکٹی) (۱۰) مبتورہ یا بتراء (دم کٹی) (۱۱) عضباء (سینگ کٹی ہوئی) لیکن اجم (وہ جانور جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں) جائز ہے (۱۲) کیسرہ (ٹانگ یا پاؤں ٹوٹا ہوا) (۱۳) تھن مرا جانور (۱۴) ثرمی (دانت ٹوٹا جانور) (۱۵) مصفرۃ مصفورۃ یا مصفرۃ (یعنی کان کٹا ہوا) (۱۷) مصغرۃ (یعنی حقیر اور خراب جانور (۱۸) مستاملتہ: جس کا سینگ جڑ سے اکھاڑ لیا گیا ہو۔ یا جو مرنے کے قریب ہو) (۱۹) مشیعتہ (وہ جانور جو اپنی لاغری اور ناتوانی کی وجہ سے دوسرے جانوروں سے پیچھے رہے۔)

جانور کا خصی ہونا عیب نہیں ہے

عن جابر قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین۔ الحدیث مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۲۸)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کے دن (یوم النحر) دو دنبے سینگدار ابلق خصی ذبح کئے۔

ملاحظہ:۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور کا خصی ہونا عیب نہیں ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خصی دنبہ کی قربانی نہ کرتے۔ جانور خصی ہونے سے موٹا تازہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے خصی جانور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

قربانی کے جانور کو پرورش کرکے موٹا تازہ کیا جائے

قال ابو امامتہ بن سھل کنا نسمن الاضحیتہ بالمدینتہ و کان المسلمون یسمنون (بخاری مصری صفحہ ۲۱۰)

ابو امامہ بن سہل کہتے ہیں کہ ہم مدینہ شریف میں قربانی کے جانور پال کر موٹا کیا کرتے

تھے۔ اور دوسرے مسلمان بھی ان کو پال کر موٹا کیا کرتے تھے۔

خریدنے کے بعد عیب پیدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں

عن ابی سعید الخدری قال ابتعنا کبشا نضحی بہ فاصاب الذئب من الیتہ او اذنہ فسالنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرنا ان نضحی بہ (ابن ماجہ صفحہ ۲۳۴)

حضرت ابو سعید نے بیان کیا۔ ہم نے قربانی کے لئے ایک دنبہ خرید کیا۔ بھیڑیئے نے حملہ کرکے اسکی چکی یا کان کاٹ لیا۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے ہمیں اسے قربانی کرنے کی اجازت دی (یعنی اس کی قربانی جائز ہے)

ملاحظہ:۔

لیکن اس طرح سے کاٹی ہوئی چکی کا کھانا ناجائز ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا۔ ماقطع من البھیمتہ وھی حیتہ فھو میت رواہ احمد وابو دائود الترمذی وصححہ زندہ چوپائے کا جو حصہ کاٹا جائے۔ تو (کٹا ہوا حصہ) مردار کی طرح حرام ہے۔

قربانی سے پہلے چھری خوب تیز کرنی چاہیئے

عن شداد بن اوس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تبارک و تعالی کتب الاحسان علی کل شیی فاذا قتلتم فاحسنو القتلتہ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ (رواہ مسلم، مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۵۷)

شداد بن اوس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ایک چیز کے متعلق احسان یعنی نیکی کرنے کی ہدایت کی ہے جب تم کسی جانور کو ذبح کرو۔ تو اچھی طرح ذبح کرو۔ تمہیں اپنی چھری تیز کرلینی چاہیئے۔ اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیئے۔

۲۔ ایک دوسری حدیث مسلم میں ہے قال یا عائشتہ ھلمی المدیتہ ثم قال

استحد یہا بحجر ففعلت ثم اخذ ھا (الحدیث رواہ مسلم (جمع الفوائد صفحہ ۲۰۴)

آپ ﷺ نے فرمایا

اے عائشہ چھری لے آؤ۔ پھر فرمایا اس کو پتھر کے ساتھ تیز کر تو میں نے تیز کی۔ پھر آپ نے اسے لے لیا۔

ذبح کرنے کی دعا

انی و جہت و جہی للذی فطر السموات و الارض علی ملتہ ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذلک امرت و انا من المسلمین اللھم منک و لک عن (یہاں اپنا یا جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہو۔ اس کا نام لے) بسم اللہ و اللہ اکبر

میں نے اپنا رخ اس کی طرف کیا۔ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ میں دین ابراہیمؑ پر یک رخ ہوں۔ اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس کے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یا اللہ یہ تیری ہی (عطا) ہے اور تیری ہی (رضا) کے لئے ہے فلاں کی طرف سے (یہاں نام لے) اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔

عن انس قال ضحی النبی صلی اللہ علیہ و سلم بکبشین املحین فرایتہ و اضعا قدمہ علی صفاحھما یسمی و یکبر فذبحھما بیدہ (بخاری مصری صفحہ نمبر ۲۱۱ ج ۳)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے اور سینگدار دنبوں کی قربانی کی۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ ان کے ایک جانب پر اپنا پاؤں رکھے ہوئے ہیں بسم اللہ کہی اور تکبیر کہتے تھے اور اپنے ہاتھ سے انہیں ذبح کیا۔

جانور عید گاہ میں ذبح کرنا مسنون ہے

ان ابن عمر رضی اللہ عنہما اخبرہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذبح و ینحر بالمصلی (بخاری مصری صفحہ ۲۱۰ ج ۳)

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے جانور کو عید گاہ میں ذبح یا نحر کرتے تھے (اونٹ کے ذبح کرنے کو نحر کہتے ہیں) باقی حلال جانوروں کے لئے ذبح کا لفظ استعمال کرتے ہیں)

ملاحظہ:۔

اس حدیث سے عید گاہ میں قربانی کرنا سنت ثابت ہوا۔

عورتیں بھی اپنے ہاتھ سے ذبح کر سکتی ہیں

امر ابو موسی بناتہ ان یضحین بایدھن (بخاری مصری ۲۱۱)

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے قربانی کے جانور ذبح کریں۔

۲۔ ان جاریتہ لکعب بن مالک ترعی غنمالہ بالجبل الذی بالسوق و ھو بسلع فاصیبت شاۃ فکسرت حجرا" فذبحتھا بہ فذکرو اللنبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرھم باکلھا (بخاری شریف مصری صفحہ ۲۰۵ ج ۳)

کعب بن مالک کی ایک لونڈی جبل سلع میں ان کی بکریاں چرا رہی تھی ان میں سے ایک بکری مرنے لگی۔ لونڈی نے مرنے سے پہلے اسے ایک پتھر توڑ کر (پتھر کی دھار سے) ذبح کرلیا۔ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا۔ آپ نے اس کے کھانے کی اجازت دی۔

۳۔ ایک اور حدیث بخاری میں ہے۔

ان امراۃ ذبحت شاۃ بحجر ... صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فامر باکلھا۔ ایک عورت ... دھار) سے ایک بکری کو ذبح کردیا۔ معاملہ

کون کون سا جانور قربانی کیا جا سکتا ہے؟

علماء امت کا اجماع ہے کہ ہر چوپایہ کے ساتھ قربانی کی جا سکتی ہے۔ فقط افضلیت میں اختلاف ہے۔ صرف حسن بن صالح سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ایک آدمی کی طرف سے ہرن کی قربانی بھی جائز سمجھتے تھے۔ نیز حضرت اسماء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھوڑوں کی قربانی کی اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مرغ کی قربانی کی روایت بھی کی گئی ہے۔ بلکہ بیہقی صفحہ ۲۶۵ ج ۹ میں تو حضرت ابن عباس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ یوم النحر کو انہوں نے اپنے ایک غلام کو دو درہم دے کر کہا کہ ...... گوشت (بازار سے) خرید کر لا۔ اور لوگوں میں تقسیم کر کے انہیں اطلاع دے دے کہ ابن عباس نے قربانی کی ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ قربانی فرض وواجب ہے کیونکہ بیہقی میں یہ بھی آیا ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما قربانی نہیں کرتے تھے اس خوف سے کہ مبادا لوگ ان کی پیروی کریں اور رفتہ رفتہ واجب جاننے لگیں۔

ملاحظہ نمبر ۱:۔ ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی فرض وواجب نہیں بلکہ یہ ایک سنت ہے۔ لیکن تاکیدی سنت ہے۔

ملاحظہ نمبر ۲:۔ حضرت بلال اور حضرت ابو ہریرہ چونکہ تنگدست اور مفلوک الحال تھے۔ لیکن اس دن اہراق دم کی فضیلت کے حصول کے لئے وہ مرغ کی قربانی کر دیتے تھے۔ پس آج بھی اگر ایک مفلوک الحال اور تنگدست وفور شوق میں اسی طرح کر لے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے پوری قربانی کا ثواب عطا فرماوے گا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

تنبیہ: جو شخص مکارانہ حیلہ بازی کر کے اپنے آپ کو غریب اور تنگدست بتا کر چور دروازے سے نکلنا چاہے تو اس کا معاملہ اللہ علیم بذات الصدور کے سپرد ہے جو خود احتساب کرے گا۔

اونٹ اور گائے میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟

(ابن عباس رضی اللہ عنہ) کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر

فحضر الاضحی فاشتر کنا فی البقر ۃ سبعتہ و فی البعیر عشر ۃ للتر مذی و النسائی (جمع الفوائد صفحہ ۲۰۳ ج ۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ عید الاضحیٰ آگئی تو گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔

ملاحظہ:۔ حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ گائے سات گھرانے اور اونٹ دس گھر والوں کی طرف سے کفایت کر سکتا ہے۔

دنبہ اور بکری کی قربانی کتنے آدمیوں کیطرف سے دیجا سکتی ہے؟

(ابو ایوب) ما کنا نضحی بالمدینہ الا بالشاۃ الواحدۃ یذبحہا الرجل عنہ و عن اہل بیتہ ثم تباہی الناس بعد فصارت مباہاۃ لمالک و الترمذی (جمع الفوائد صفحہ ۲۰۳ ج ۱)

ترجمہ:۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ہم مدینہ میں ایک بکری کی قربانی اپنی اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے کرتے تھے۔ اس کے بعد لوگوں نے فخر سمجھ کر ہر ایک کی طرف سے ایک ایک بکری کرنا شروع کی۔

ملاحظہ:۔ معلوم ہوا کہ ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔ اسی طرح ایک دنبہ بھی سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہوگا۔

قربانی کس تاریخ تک کی جاسکتی ہے؟

عن جبیر ابن مطعم عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایام التشریق کلہا ذبح۔ (دار قطنی صفحہ ۵۴۴ ج ۲) ورواہ احمد و ابن حبان فی صحیحہ والبیہقی کذا فی حرفۃ

ترجمہ:۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تشریق کے پورے دن (قربانی کے) ذبح (کرنے) کے (دن) ہیں۔

ملاحظہ :۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قربانی صرف دسویں کے دن کے ساتھ خاص ہے' بعض کہتے ہیں کہ دس گیارہ' بارہ تاریخ تک کر سکتا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ دس 'گیارہ' بارہ' تیرہ تک کر سکتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ ماہ ذی الحجہ کے آخر تک محرم کا چاند نظر آجانے تک ہو سکتی ہے۔ ان سب اقوال میں سے مفتی بہ اور راجح قول یہی ہے کہ یوم النحر کے علاوہ ایام التشریق میں بھی قربانی دی جا سکتی ہے اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ ایام التشریق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ' بارہ' تیرہ ذی الحجہ تین دن قرار دیئے ہیں۔ اسی لئے ختمی مرتبت فداہ ابی و امی کے ارشاد کی رو سے تیرہ تاریخ کے سورج غروب ہونے تک قربانی کی جا سکتی ہے چنانچہ اس مبحث پر حدیث بالا پورے طور پر دلالت کر رہی ہے ایک مومن قانت کے لئے مجال دم زدن نہیں۔ واللہ الهادی۔ ۔۔۔۔ع

کسی کا ہو رہے کوئی۔ نبی ﷺ کے ہو رہے ہیں ہم

مسافر پر بھی قربانی ہے

عن عائشة رضی اللہ عنها ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیها و حاضت بسرت قبل ان تدخل مکۃ و هی تبکی فقال مالک انفست قالت نعم قال ان هذا امر کتبه اللہ علی مبات ادم فافضی مایقضر الحاج عیر ان لا تطو فی بالبیت فلما کنا بمنی اتیت بلحم بقر فقلت ماهذا قالوا ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از واجه بالبقر (بخاری صفحہ ۲۱۰ ج۱)

ترجمہ :۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اس وقت پہنچے۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے سرف (کے مقام) میں حائض ہوئیں اور وہ رو رہی تھیں' تو حضرت نے فرمایا۔ تجھے کیا ہو گیا۔ شائد حائض ہو گئی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ایک چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر مقدر کر دیا ہے۔ پس سوائے طواف بیت اللہ کے باقی سب کام اس طرح انجام

دے۔ جس طرح ایک حاجی سرانجام دیتا ہے۔ جب ہم منیٰ میں پہنچے تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج (مطہرات) کی طرف سے گائے کی قربانی دی ہے۔ (یہ وہی گوشت ہے)

ملاحظہ :۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسافر اور عورتیں بھی قربانی دے سکتی ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ الباری نے "باب الاضحیۃ للمسافر والنساء" عنوان کے تحت اسی حدیث سے اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے۔

قربانی کی کھالوں کو فروخت کرنا منع ہے :۔

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیتہ لہ، رواہ الحاکم و قال صحیح الاسناد (ترغیب ترہیب صفحہ ۱۵٦ ج ۲)

یعنی حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی قربانی کا چمڑہ بیچ دے۔ اس کی کوئی قربانی نہیں ہے۔ یعنی وہ ثواب سے محروم رہا۔

فائدہ :۔ اس ارشاد کو مد نظر رکھتے ہوئے قربانی کے چمڑے کو نہ صرف فروخت کرنے سے اجتناب چاہیے بلکہ قصاب کو ذبح کرنے کی اجرت اور معاوضہ میں دینے سے احتراز چاہیے۔ بعض لوگ کم علمی اور جہالت سے ایسا کر کے قربانی کے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔

نماز عید سے پہلے قربانی کرنے کی ممانعت

عن البراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل الصلوة فانما یذبح لنفسہ و من ذبح بعد الصلوة فقد تم نسکہ و اصاب سنۃ المسلمین متفق علیہ (مشکوۃ صفحہ ۱۲٦) یعنی براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص نماز سے پہلے (اپنی قربانی) کو ذبح کرے۔ پس واسطے اس کے نہیں کہ وہ اپنی ذات (یعنی اپنے کھانے) کے لئے ذبح کرتا ہے (یعنی ثواب قربانی کا نہ ہوا) اور جس نے بعد از نماز ذبح کی تو بے شک اس کی قربانی پوری ہوئی اور وہ مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچ لیا۔ یعنی ان کے طریقہ کے موافق ہوا۔ (بخاری و مسلم)

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل الصلوۃ فانما ذبح لنفسہ و من ذبح بعد الصلوۃ فقد تم نسکہ و اصاب سنتہ المسلمین (بخاری صفحہ ۲۱۰ ج ۳)

ترجمہ:۔ اوپر کی حدیث کے مطابق ہے۔

فائدہ:۔ حضرات سید المرسلین شفیع المذنبین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان آپ کی سامنے ہے۔ اس کے باوجود بھی جو مولوی عالم' درویش' پیر' قاضی' مفتی' حاکم' واعظ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ قبل از صلوۃ قربانی ذبح کرنا جائز ہے وہ غلط کہتا ہے بلکہ آپ کا ارشاد ہے۔

عن انس بن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر من ذبح قبل الصلوۃ فلیعد (بخاری صفحہ ۲۱۰ ج ۳)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کر دی۔ (اس کے بدلے میں دوسری قربانی کرے اور ایک روایت میں ہے۔ فلیذبح مکانہا الاخری یعنی جو شخص عید کی نماز سے پہلے ذبح کرے تو وہ اس کی بجائے دوسری قربانی کرے۔ اب بھی کوئی ہے کہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں دم مار سکے۔

گو غوث و قطب و مقتدا ہے\
وہ بھی اسی در کا اک گدا ہے\
اللهم صل وسلم علیہ دائما ابدًا\
علی محمد خیر الخلق کلھم

قربانی کا گوشت کون کھا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فکلوا منہا و اطعموا القانع و المعتر ۔الایۃ (۳۶ : ۲۲)

یعنی تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی کو بھی کھانے کو دو۔

ملاحظہ:۔ اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ قربانی کی گوشت میں سے خود بھی کھائے' رشتہ

داروں' دوستوں' ملاقاتیوں' ہمسایوں' امیروں' غریبوں' مسکینوں' محتاجوں' مسلموں' غیر مسلموں' غرض سب میں تقسیم کر سکتا ہے۔ یہ عام خوشی ہے اور عمومی رنگ میں منائی جانی چاہیے اگر چاہے تو ذخیرہ بھی کر سکتا ہے۔ ابو داؤد

عید الاضحیٰ کے بقیہ مسائل

○... مرد اس دن غسل کر کے اچھا لباس پہن کر خوشبو لگا کر بغیر کچھ کھائے پیے عید گاہ جائیں (بخاری ترمذی)

○... جس راستے سے جائیں اسی راستہ سے واپس نہ آئیں بلکہ راستہ بدل دیں۔ (بخاری)

○... اس عید کی نماز کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ یہی مسنون امر ہے۔ نماز کے بعد امام کھڑا ہو کر متوسط خطبہ کہے اور لوگ اپنی جگہ پر خاموشی سے بیٹھے سنتے رہیں۔ (بخاری)

○... نماز سنت کے مطابق کھلے میدان میں پڑھیں۔ عذر ہو مثلاً بارش وغیرہ تو مسجد میں بھی جائز ہے۔ یہ نماز اولاً سنہ ۲ھ میں پڑھی گئی۔ پھر آپ نے اپنی عمر میں کبھی اسے ترک نہیں کیا۔ قربانی کیلئے نامزد کردہ جانور کو بیچنا یا بدلنا ناجائز ہے قربانی کی کھال کو اپنے گھریلو ضروریات مثلاً مصلے' ڈول وغیرہ پر صرف کر سکتا ہے۔

نماز پڑھنے کا طریق

پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ کر دعا افتتاح پڑھے۔ پھر ٹھہر ٹھہر کر سات تکبیریں اور کہے پھر جہر سے قرات پڑھ کر حسب معمول پہلی رکعت کو مکمل کرے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر قرات جہریہ سے قبل پانچ تکبیریں اور کہے جو لوگ ہر دو رکعت عید میں چھ تکبیروں کے قائل و فاعل ہیں۔ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اس طرح ان کی نماز سنت نبویہ کے مطابق نہیں ہوگی۔ تکبیرات زوائد کے ساتھ رفع یدین بھی کرتا جائے اور ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ باندھ لے۔ (ابو داؤد عون)

پہلی رکعت میں امام سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ق یا الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اقتربت الساعۃ یا سورۃ الغاشیہ پڑھے۔ عید بغیر اذان اور اقامت کے پڑھنی چاہیے۔ (مسلم)

عید کی نماز میں عورتوں کی شمولیت بھی ضروری ہے۔ اگر عید میں عورتیں حاضر نہ ہوں تو اللہ و رسول کی نافرمان ثابت ہو نگی۔ عید کی نماز سنت موکدہ ہے۔ وجوب کے لئے کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔(نیل)

اگر کسی شخص کو نماز عید جماعت سے نہ ملی ہو تو وہ دو رکعت ادا کرے اور اگر کوئی شخص کسی عذر سے عید گاہ نہ جا سکے تو گھر ہی میں دو رکعت ادا کرے ...... اگر چند آدمی جماعت سے بچھڑ جائیں تو وہ الگ جماعت کر سکتے ہیں۔ نماز عید سے پہلے اور بعد کوئی اور نفل نماز نہیں ہے۔ جمعہ کے دن اگر کوئی عید پڑ جائے تو جمعہ کی نماز میں اختیار ہے پڑھے تو بہتر ہے ورنہ ظہر پڑھ لے۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب

حضرات! آج کل فتنہ انکار حدیث زوروں پر ہے' اور ان کی تکنیک یہ ہے کہ عوام کو قسم قسم کے مغالطے دے کر اپنا الو سیدھا کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرقہ کے ہاں دلائل کا افلاس اور معقولیت کی کمی ہے۔ چند مغالطے ہیں جن کو پر فریب الفاظ سے سجا کر عوام کو گمراہ کیا جاتا ہے۔

پہلا مغالطہ مختصراً یہ ہے کہ قربانی کا ذکر قرآن حکیم میں نہیں ہے۔

اس کا جواب

ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام (الایۃ) ۲۲:۳۴

ترجمہ :۔ اور ہم نے ہر فرقے کے لیے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا کہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں عطا فرمائے۔ ترجمہ ختم

ملاحظہ :۔ کیا صاف اور صریح ارشاد مولا ہے کہ قربانی کرنا ہم نے ہر امت کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ لیکن ہمارے "ان پڑھ" عالم ماننے میں نہیں آتے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

دوسرا مغالطہ

یہ دیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں کبھی قربانی نہیں کی۔

اس کا جواب

ترمذی شریف میں ہے عن ابن عمر اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینہ عشر سنین یضحی (الحدیث)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ اپنے دس سالہ قیام مدینہ میں قربانی دیتے رہے۔

حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ منکرین حدیث کا یہ دعویٰ بھی بالکل ھبا منثورا اور غلط ہے۔

تیسرا مغالطہ

کہتے ہیں کہ قربانی تو صرف حجاج مکہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہاں قربانی کرنے کے کیا معنے؟

اس کا جواب

اللہ تعالیٰ نے سورۃ کوثر میں ارشاد فرمایا۔ فصل لربک وانحر الایۃ یعنی سو نماز پڑھ اپنے پروردگار کے لئے اور قربانی کر۔

فائدہ:۔ لیجئے مسئلہ قربانی ے منکرین کی قلعی اس آیت سے کھل گئی۔ یہ آیت مکہ معظمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ حج فرض نہیں ہوا تھا اس آیت میں نہ تو مکہ معظمہ کی قید ہے۔ نہ حج کی شرط۔ کیونکہ حاجیوں کے لئے تو عید الاضحیٰ کی نماز ہی نہیں ہے جو بعد نماز قربانی سنت قرار دی جائے۔ حاجی حضرات پر تو نماز عید قربان ہی نہیں۔ اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو خطاب کر کے ساری امت کو قربانی کا حکم دیا جا رہا ہے۔ تقریباً سب مفسرین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صلوٰۃ سے مراد نماز عید ہے اور نحر سے جانور کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو خالص اللہ کے لئے ذبح کرنا مراد ہے۔

مندرجہ بالا دلائل قاطعہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ ان کا یہ دعویٰ کہ قربانی

صرف مکہ میں بقدر ضرورت تھی اور یہ کہ قربانی کا ذکر قرآن میں نہیں اور آپ نے مدینہ میں خود بھی قربانی نہیں کی۔ بڑا مضحکہ خیز اور پرکاہ سے زیادہ وقت نہیں رکھتا۔

قربانی سے حصول تقویٰ مراد ہے

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم (الحج پ ۱۷)
یعنی خدا کو جانوروں کا گوشت (پوست) اور خون نہیں پہنچتا (مقابلہ) وہ تو حسن نیت اور تقویٰ کو زیادہ چاہتا ہے۔

ملاحظہ:۔ گوشت اور خون کے تذکرہ میں جانور ہی مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہارے جانوروں کے خون، گوشت پوست کی ضرورت نہیں۔ وہ تو تمہارا تقویٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اس کی خشیت اور خوف کو دل میں جگہ دے کر اس کے حکم کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ قربانی کی اصل روح فرمانبرداری اور اطاعت شعاری ہے تو ایک شخص اگر نماز فریضہ اور دوسرے ارکان اسلام کا پابند نہیں لیکن وہ دس ذی الحج کو ایک بے زبان جانور کا گلہ کاٹ دیتا ہے تو اس سے کیا حاصل؟ مقصد اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی ہے۔ اسی کا نام اخلاص اور اسی کا نام تقویٰ ہے۔

محمد ﷺ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے